بحث و نظر

معاشی تحفظ کے لیے نبوی اقدامات

——————— ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

معاشی تحفظ سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کی بنیادی ضروریات بآ سانی پوری ہوں۔ یہ نہ ہو کہ وہ فاقوں سے مرنے لگے اور بنیادی ضروریات کی عدم فراہمی کی وجہ سے خود کشی پر مجبور ہو جائے۔ سماج کے ہر انسان کو یہ تحفظ فراہم کرنا معاشرہ اور ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلام نے روز اول سے بنیادی انسانی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے اس سلسلے میں خصوصی احکام دیے۔ اس نے معاشی سرگرمیوں کی انجام دہی پر بہت زور دیا اور فرائض کے بعد طلبِ حلال کی جستجو کو فرض قرار دیا۔[۱] احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فقر و فاقہ سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ یہاں آپؐ کی ایک دعا پیش کی جا رہی ہے:

اللھم انی اعوذبک من الفقر والقلة والذلّة[۲]	اے اللہ میں فقر، (اعمال خیر کی) قلّت اور ذلّت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر انسان کو کفر اور ذلت کے مقام تک پہنچا دیتا ہے اور یہ بھوک اور غربت ہی ہے جو معاشرہ کو اخلاقیات سے عاری کر دیتی ہے۔ حضرت ابو ذرؓ سے کسی نے افضل عمل کا سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: **الصلوٰة والخبز** (نماز اور روٹی) سائل حیران ہوا تو انھوں نے فرمایا: **ویحک لو لا الخبزُ ماعبداللّٰہ**[۳] (تیرا برا ہو۔ اگر روٹی نہ ہو تو اللہ کی عبادت بھی نہ کی جائے)۔

معاشی عدم تحفظ کے نتیجہ میں باہم محبت والفت ختم ہو جاتی ہے اور معاشرہ انارکی کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان وجوہ سے تعلیمات نبوی میں معاشرتی اور ریاستی سطح پر متعدد اقدامات کیے گئے، تاکہ معاشرہ کے افراد- بیوہ، یتیم، مفلوک الحال، دیگر کمزور طبقات اور سرکاری ملازمین- اطمینان اور سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔

معاشرتی سطح پر اقدامات

کم زور طبقات کی حاجت روائی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے معاشرہ میں جن اقدامات کی تلقین فرمائی، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) کسب معاش کی تلقین

نبی کریم ﷺ نے بے کاری اور کسل مندی کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ کارگاہ حیات میں مومن کے مشغول رہنے کو پسند کیا۔ قرآن کریم نے بندہ مومن کی مشغولیت کو عمل صالح سے تعبیر کیا ہے۔ عمل صالح کی وضاحت مولانا حمیدالدین فراہی نے ان الفاظ میں کی ہے: ''جو انسان کے لئے زندگی اور نشو ونما کا سبب بن سکے اور جس کے ذریعے سے انسان ترقی کے ان اعلی مدارج تک پہنچ سکے جو اس کی فطرت میں ودیعت ہیں''۔[۴]

معاشی سرگرمی اتنا اہم عمل صالح ہے کہ اسے قرآن میں فضل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلوٰةُ فَانتَشِرُوا فِيُ الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ۔ (الجمعۃ:۱۰)	پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

اسی طرح قرآن کریم میں رزق حلال کے لیے کسب وسعی کرنے والوں کا تذکرہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے ساتھ کیا گیا ہے:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِيُ الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِيُ سَبِيْلِ اللَّهِ. (المزمل:۲۰)	دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں رزق حلال کے لیے جدوجہد کا مقام بڑا اونچا ہے۔

قرآن کریم میں تقریباً ۳۶۰/آیات ہیں جن میں عمل صالح کی اہمیت، عامل کی مشغولیت اور جزاء کا ذکر ہے۔ اس میں کسب معاش کے لیے ایک مومن کی سعی و جہد بھی آسکتی ہے۔

اس ضمن میں ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کا عملی نمونہ بھی ہے۔ آپ نے چند قراریط

پر قبل نبوت اہل مکہ کی بکریاں چرائیں۔۵ مسجد نبوی کی تعمیر میں عملاً شریک ہوئے۔غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔آپ خود گھر کی صفائی فرمالیتے، اونٹ کو باندھ لیتے اور اپنے جانور کو چارہ بھی دیتے، خدمت گار کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، آٹا گوندھنے میں اس کا ہاتھ بٹاتے اور بازار سے سودا بھی لے آتے۔٦

آپؐ نے اپنے ارشادات میں رزقِ حلال کے لیے کسب وسعی کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کا رسی لے کر جنگل جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔۷ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھر لاد کر لائے تو یہ سوال کرنے سے بہتر ہے''۔۸

صحابۂ کرام نے آپ کے اسوۂ حسنہ کا مشاہدہ کیا اور آپ کے ارشادات کو سنا تو ان کی حالت یہ ہوگئی کہ کسل مندی اور بے کاری کے ایام گزارنا پسند ہی نہ کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے جب کثرت روایات کا سبب دریافت کیا گیا تو انھوں نے صحابہ کی مشغولیات ومصروفیات کی طرف اجمالاً اشارہ کیا۔ انھوں نے مہاجرین کے بارے میں فرمایا کہ وہ بازار میں مشغول رہتے ہیں اور انصار کے بارے میں بتایا کہ وہ کھیتوں اور باغات میں کام کرتے ہیں۔۹ صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے کاروبار، حضرت ابوبکرؓ کی تجارت اور حضرت عمرؓ کی بازار میں مشغولیت کا ذکر ہے۔۱۰ مفتی محمد شفیعؒ نے سورۃ النور آیت ۳۷ کی تفسیر میں صحابہ کے طرز معیشت کے بارے میں لکھا ہے: ''اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام زیادہ تر تجارت پیشہ یا صنعت پیشہ تھے''۔۱۱ امام بخاری نے حدّاد (لوہار)، خیّاط (درزی)، نسّاج (کپڑا بننے والا)، نجّار (بڑھی)، صائغ (سنار) سے متعلق مختلف روایات نقل کی ہیں، جو انسان کو کسب وسعی کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔۱۲ ہمارے ائمہ کے ناموں کے ساتھ مختلف پیشوں کی نسبتیں (جیسے بزّاز، قفّال، جصّاص، قطّان وغیرہ) بھی ظاہر کرتی ہیں کہ علم وعمل کی ان بلند شخصیتوں نے عمل صالح کا کیسا جامع تصور لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ امام شعرانیؒ نے کیا خوب کہا ہے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ درزی اپنی سوئی کو اور بڑھئی اپنی آری کو تسبیح بنالے۔۱۳

تعلیمات نبوی نے ان تصورات ونظریات کی بیخ کنی کردی جو انسان کے کسب وسعی

میں رکاوٹ بنتے ہیں:

۱۔ ایک رکاوٹ توکل علی اللہ کی غلط تعبیر وتشریح ہے۔آپؐ کی تعلیمات کی روشنی میں توکل کا مطلب ہے کسب وسعی اور نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ نا نہ کہ کسب وسعی سے دستبردار ہونا۔

۲۔ آپؐ نے ترک دنیا کو انتہائی ناپسندیدہ قرار دیا، محنت ومشقت کر کے رزق حلال کمانے کو عبادت میں شمار کیا اور حسنات آخرت کے ساتھ حسناتِ دنیا طلب کرنے کی تلقین کی۔

۳۔ آپ نے عملاً خود مختلف کاموں میں حصہ لے کر یہ واضح کر دیا کہ سوسائٹی میں کسی کا بلند مقام ومرتبہ کسب وسعی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔

(ب) صدقات:

اسلامی تعلیمات میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے ذریعہ بھی معاشی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں فرمایا۔[۱۴] ایک دفعہ ایک ہی مجلس میں ستر ہزار درہم تقسیم فرما دیئے۔[۱۵] امت میں آپ نے قابل رشک اسے قرار دیا جو اپنا مال راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔[۱۶] حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن آدم خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا''۔[۱۷] آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے: ''خرچ کرو، گن گن کر نہ دو، ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا اور جمع کر کے نہ رکھو، ورنہ اللہ بھی تمہارا حصہ جمع کر کے رکھے گا''۔[۱۸]

آپؐ نے اہل وعیال پر خرچ کو بھی صدقہ قرار دیا، کیونکہ کسی بھی انسان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو معاشی تحفظ فراہم کرے۔اسی طرح رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی بھی تاکید کی۔[۱۹]

صدقہ کے درج ذیل معاشی پہلو قابل توجہ ہیں:

۱۔ صدقہ خالصتاً دینی کام ہے، لیکن اُخروی نعمتوں کے ساتھ یہ معاشی بہبود بھی لاتا ہے۔اس کی مثال صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک آدمی کی زمین کو بادل سیراب کرتے ہیں۔معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ باغ کی پیداوار کے تین حصے استعمال کرتا ہے

اور ایک حصہ صدقہ کر دیتا ہے۔[۲۰]

۲۔ صدقہ جرائم سے چھٹکارے کا ذریعہ بنتا ہے اور کسی معاشرہ میں پرامن اور جرائم سے پاک ماحول معاشی تحفظ کی ضمانت ہے۔ اس کی مثال صحیحین کی وہ حدیث ہے جس میں ایک ایسے آدمی کا ذکر ہے جو چور اور زانیہ کو صدقہ دے دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے یہ صدقہ چور کو چوری اور زانیہ کو بدکاری سے روک دے۔[۲۱]

۳۔ حضرت حسن بصری کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو''۔[۲۲]

(ج) ہدایا وتحائف

ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہدیہ سے دوسرے فرد کو معاشی تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ عہد نبوی میں تحائف میں دی جانے والی چیزوں پر غور کریں تو وہ بنیادی انسانی ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ صحابہ بارگاہِ رسالت میں دودھ، کھجور اور طعام کے ہدایا پیش کرتے تھے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مسلموں کو کھانے کے تحائف بھیجتے تھے۔

۳۔ آپؐ کی خدمت میں ملبوسات کے تحائف بھی ارسال کئے جاتے تھے۔[۲۳]

تحائف وہدایا کی یہ روایات بتاتی ہیں کہ افراد کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے یہ ایک اہم اور کارگر اصول تھا۔

(د) عاریتاً چیز دینا

عاریتاً چیز دینے سے بھی معاشی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو، جو برتنے کی معمولی چیزیں بھی ادھار نہیں دیتے، بربادی کا پیغام دیا ہے۔ (الماعون:۷) 'ماعون' ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ مفسرین کے نزدیک اس میں زکوۃ سے لے کر چھلنی، ڈول، سوئی، کلہاڑی، ہنڈیا، نمک، دیا سلائی تک کی عام اشیائے ضرورت شامل ہیں۔ اسی طرح اس کی تعریف میں یہ بھی آتا ہے کہ کسی کے ہاں مہمان آجائیں اور وہ ہمسائے سے

چارپائی یا بستر مانگ لے یا کوئی اپنے ہمسائے کے تنور میں اپنی روٹی پکا لینے کی اجازت مانگے یا کچھ دنوں کے لئے باہر جارہا ہو اور کوئی قیمتی سامان دوسروں کے پاس رکھوانا چاہے۔[۲۴]

عہدرسالت مآبؐ میں عام روزمرہ زندگی میں چیزیں مستعار لینے کا پتا چلتا ہے:

۱۔ خواتین کے، ملبوسات مستعار لینے کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔ حضرت عائشہ دوسرں کو اپنی چیزیں بالخصوص قمیص مستعار دیا کرتی تھیں۔ دلہن کے کپڑے مستعار لینا معمول تھا اور اسے معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔[۲۵] ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ اپنی کسی بہن سے ادھار لے لے''۔[۲۶]

۲۔ عورتوں کے زیورات مستعار لینے کی بھی روایت تھی۔ غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر حضرت عائشہ کا گم ہونے والا ہار دراصل ان کی بہن حضرت اسماء کا تھا، جسے انھوں نے ان سے مستعار لیا تھا۔[۲۷]

۳۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد زمین ہو وہ اسے اپنے کسی بھائی کو ہبہ کر دے یا اسے عاریتاً دے دے۔[۲۸]

عاریتاً چیزیں دینے کو مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے فقہی زبان میں یوں بیان کیا ہے: ''امت کا اس پر اجماع ہے کہ عاریت نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے اور مستحب بھی ہے، اس لئے کہ اس میں مجبور کی حاجت روائی اور نادار کی اعانت و امداد ہے''۔[۲۹]

(ہ) ہنگامی چندہ

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ایسی جماعت حاضر ہوئی جو برہنہ پا اور ننگے بدن تھی، یعنی وہ ناداری کے سبب انتہائی خستہ حال تھے۔ انھوں نے چیتے کی کھال کی طرح کا عبا اوڑھ رکھا تھا، تلواریں لٹکا رکھی تھیں۔ ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے تعلق رکھتی تھی، بلکہ سب ہی قبیلہ مضر کے افراد تھے۔ ان کے چہروں پر فاقہ کشی کے نمایاں آثار دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔ آپؐ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ چناں چہ

اذان واقامت کے بعد نماز ادا فرمائی۔ اس سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپؐ نے صحابہ کو صدقہ وخیرات پر ابھارا۔ آپؐ کی پرتاثیر تقریر سن کر صحابہ نے اپنی جمع پونجی آپؐ کے قدموں میں ڈھیر کر دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آن کی آن میں اناج اور کپڑوں کے دوانبار لگ گئے۔ ایک انصاری صحابی نے درہموں سے بھرا ہوا ایک طبق پیش کیا، جو اتنا وزنی تھا کہ ان سے اٹھایا نہ جاتا تھا۔ اس ترغیبی اور ہنگامی چندے سے حاصل شدہ مال کو دیکھ کر اور صحابہ کے ایثار سے خوش ہو کر نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور دمکنے لگا۔[۳۰] یہ تمام اشیاء آپؐ نے قبیلہ مضر والوں کے درمیان تقسیم فرمادیں۔

معاشی تحفظ کے لیے عملی اقدامات

نبی کریم ﷺ نے اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ایسے عملی اقدامات بھی کیے جو مختلف حوالوں سے امت کے لئے راہنمائی کا سامان ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے اعلان نبوت سے قبل کی آپؐ کی زندگی کا جو خاکہ پیش کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ دوسرے انسانوں کی خدمت کے لیے وقف تھی۔ معاشی تحفظ کے لیے آپؐ کے چند عملی اقدامات درج ذیل ہیں:

(الف) حلف الفضول میں شرکت

آپؐ کی عمر مبارک ۲۰ سال تھی جب آپؐ نے حلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ اس کا مقصد پرامن معاشرہ کا قیام اور بقائے باہمی کے اصولوں پر زندگی گزارنا تھا۔ ان اصولوں سے معاشی تحفظ بھی حاصل ہوا۔ حلف الفضول کی ایک شق یہ بھی تھی:

لنكونن مع المظلوم حتى يُؤدى اليه حقه مابلّ بحر صوفة، وفي التأسّي في المعاش۔[۳۱]	ہم ہمیشہ مظلوم کی مدد کریں گے، یہاں تک کہ اسے اس کا حق مل جائے اور معاش میں ہم خبرگیری اور مواسات بھی کریں گے۔ یہ معاہدہ اس وقت تک ہے جب تک سمندر گھونگھے کو تر کرتا رہے۔

(ب) اصحاب صفہ کی کفالت وتربیت

صفّہ کی درس گاہ سے ہمیں مندرجہ ذیل معاشی تعلیمات ملتی ہیں:

۱۔ اصحابِ صفّہ کی کفالت کی فکر اوراس کے لیے عملی طور پر کوششیں کر کے آپؐ نے ثابت کر دیا کہ فقراء اورمحتاجوں کی معاشی کفالت اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

۲۔ جوصدقہ کا مال یا کھانا آپؐ کی خدمت میں پیش کیا جاتا وہ آپ ان فقراء کو بھجوادیتے۔ اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ صدقات فقراء کے لیے ہیں اوروہ ان کی کفالت کا ذریعہ ہیں۔

۳۔ مال دار انصار صحابہ اصحاب صفہ میں سے دودوتین تین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔اس سے اشارہ ملتا ہے کہ اغنیاء کے مال و دولت میں محتاجوں کا بھی حق ہے۔

۴۔ صاحب استطاعت انصار کا فقراء کی کفالت کرنا بتاتا ہے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ محتاجوں کی نگہداشت کرنا صاحب استطاعت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

۵۔ اصحاب صفّہ میں سے ایک ٹولی کا باری باری جنگل جا کرلکڑیاں چن کرلانا اورانھیں فروخت کر کے اپنی معاش کا انتظام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرہ کا ہرصحت مند اورجسمانی طور پر قابل کار شخص اپنی اوراپنے اہل وعیا ل کی کفالت کے لئے کوشش کرے گا اورکوئی نہ کوئی جائز پیشہ ضروراختیار کرے گا۔اگر پھر بھی وہ اپنی ضروریات زندگی پوری نہیں کر سکے گا تو پھراس کی کفالت اسلامی معاشرہ اوراسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔

۶۔ صفہ کی درسگاہ کی حیثیت اس دور کی اقامتی یونیورسٹی (Residential University) جیسی تھی، جہاں پراصحاب صفہ (مسافر ومساکین طلبہ) زیورتعلیم سے آراستہ ہوتے تھے۔آپؐ کا اپنے علاوہ دوسرے معلمین کوبھی اس کام کے لئے مقرر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اپنے شہریوں کی تعلیم کا انتظام کرے۔

معاشی ترقی (Economic Development) میں تعلیمی پہلو (Educational Factor) کی جو اہمیت ہے اس کوتمام ماہرین معاشیات (Economists) نے تسلیم کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دور میں یہ اہم کام کر کے دکھایا۔

۷۔ صفہ کی اس درس گاہ میں دراصل آپؐ انسانی سرمایہ (Human Capital) تیار فرمارہے تھے۔ انسانی سرمایہ معاشی ترقی کے لیے مالی سرمایہ (Money Capital) سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔۳۲؎

(ج) مواخاۃ

مواخاۃ کے معاشی مضمرات (Economic Implications) تو بے شمار ہیں، مگر ان میں سے چند، جن تک بادی النظر میں بھی رسائی حاصل ہو جاتی ہے، مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مہاجرین کی معاشی کفالت کا سامان ہوگیا اوراس سے متعلقہ معاشی مسائل (Economic Problems) حل ہوگئے۔

۲۔ قلیل عرصہ میں مہاجرین کی بنیادی ضروریاتِ زندگی (Basic Needs) کے اسباب فراہم ہوگئے۔

۳۔ وقتی بے روزگاری (Unemployment) کا علاج تلاش کرلیا گیا۔ تقریباً تمام قابل کار مہاجرین انصار کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے۔

۴۔ معاشی وسائل (Economic Resources) کا مناسب استعمال (Proper Utilization) کرلیا گیا۔ انصار کی وہ زمینیں جو اب تک زیر کاشت نہیں لائی گئی تھی انہیں قابل کاشت بنایا گیا۔ ان کے کھجور کے باغات اور نخلستانوں کی مناسب دیکھ بھال کی گئی۔ لہٰذا ان کی پیداوار بڑھی اور آمدنی میں اضافہ ہوا۔ جس کا نتیجہ معاشی خوش حالی (Economic Welfare) کی صورت میں ظاہر ہوا۔

۵۔ دو خاندانوں کو ایک خاندان بنا دیا گیا اور یوں اخراجات میں کمی ہوئی۔ الغرض نبی کریم ﷺ نے اپنی فراست نبوی سے کام لے کر انصار اور مہاجرین کے درمیان ایسا نظام مواخاۃ قائم فرمایا جس سے روزگار کے مواقع بڑھے اور معاشی ترقی کی راہیں کھلیں۔۳۳؎

(د) میثاق مدینہ

میثاق مدینہ منورہ کے ذریعے آپؐ نے مسلمانوں کے لئے بہت سے معاشی فوائد کا حصول آسان بنا دیا۔ مثلاً:

۱۔ اس معاہدہ کے ذریعے نہ صرف مہاجرین مکہ مکرمہ کے معاشی تعلقات انصار مدینہ کے ساتھ مستحکم ہوئے اور انہیں قانونی شکل ملی، بلکہ مسلمان انصار یا مہاجرین جو اس وقت جماعت بن چکے تھے، ان کے معاشی تعلقات یہود مدینہ اور دیگر قبائل کے ساتھ طے پا گئے۔ اب وہ اس قابل ہوگئے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے سے معاشی اشیاء (Economic Goods) کا تبادلہ کر کے اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کر سکیں۔

۲۔ ہجرت مدینہ منورہ کے بعد اور میثاق مدینہ منورہ کے طے پا جانے سے قبل مسلمان مہاجرین یا انصار مدینہ منورہ اور آس پاس کے دیگر قبائل کے ساتھ حالت جنگ میں تھے۔ لہٰذا ان پر ایک خوف کی سی کیفیت کا طاری رہنا فطری تھا۔ ایسے حالات میں معاشی ترقی یا خوشحالی (Economic Welfare) کا عمل رک جاتا ہے، جو ملک اور قوم کے لئے پستی اور پریشانی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیغمبرانہ فراست سے کام لے کر مسلمان اور غیر مسلم قبائل کو اس معاہدہ کے ذریعے امن مہیا فرما دیا، جس کے طفیل تمام جماعتیں اپنی معاشی خوش حالی کی فکر کر سکتی تھیں۔

۳۔ میثاق مدینہ منورہ کی دفعات میں سے ایک نمایاں دفعہ یہ تھی کہ مدینہ منورہ پر حملہ کی صورت میں، خواہ وہ حملہ مدینہ منورہ کے تمام قبائل (مسلمان، یہود اور مشرکین) کے خلاف ہو یا میثاق کو تسلیم کرنے والے کسی ایک قبیلہ یا جماعت (مسلمان ہو یا یہود) کے خلاف ہو، تمام اہل مدینہ دفاعی اخراجات برداشت کریں گے۔ اس طرح آپؐ نے غریب مسلمانوں کی اُس معاشی کمزوری کا علاج کر دیا جو انہیں اکیلے مصارف جنگ برداشت کرنے سے ہوتی، کیونکہ دراصل یہی تو وہ اہل وفا تھے جو تمام قبائل عرب کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے تھے۔ یہود سرمایہ داروں کو اس معاہدہ کے ذریعہ دفاعی اخراجات میں شریک کر کے آپؐ نے مسلمانان مدینہ منورہ

کی ایک بہت بڑی پریشانی کو حل کردیا۔ جو آپ کی معاشی بصیرت (Economic Insightment) کی دلیل ہے۔[۳۴]

ریاست کی ذمہ داری

ان اقدامات کے ساتھ ریاست کو بھی اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی معاشی ضرورتوں کے لئے اہتمام کرے۔ اسلامی ریاست کی حیثیت ولی کی ہے۔ اگر کوئی مقروض فوت ہوجائے تو اس کا قرض ادا کرنا بھی ریاست کے ذمہ ہوگا۔ چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیته[۳۵]	لوگوں کا امام ان کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
مامن امیریلی امرالمسلمین ثم لایجھد لھم وینصح لھم الالم یدخل معھم الجنة[۳۶]	جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا امیر بن کر ان کے لئے جدوجہد اور خیر خواہی نہ کرے وہ ان کے ساتھ جنت میں بھی داخل نہ ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے سرکاری ملازمین کے لئے سہولیات کا اعلان فرمایا، تاکہ وہ دلجمعی سے سرکاری کام انجام دے سکیں۔ ملازمین کے معاشی تحفظ کے حوالے سے آپؐ کا درج ذیل ارشاد ارباب اقتدار کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

من کان لنا عاملا فلیکتسب زوجة فان لم یکن خادم فلیکتسب خادما وان لم یکن له مسکن فلیکتسب مسکنا[۳۷]	جو کوئی ہمارا ملازم ہو تو وہ سرکاری خرچ پر شادی کرسکتا ہے اور اگر اس کے لئے خادم نہ ہو تو ایک خادم لے سکتا ہے اور اگر اس کی رہائش نہ ہو تو وہ گھر لے سکتا ہے۔

معاشی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے معاشرتی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر امن وامان قائم رکھنے کے لئے آپؐ نے متعدد عملی اقدامات فرمائے۔ قرآن کریم نے امن و امان اور معاشی سرگرمیوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے۔ آپ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دے کر امن

وسلامتی کا ایک ماڈل ہمارے سامنے پیش کیا۔ آپؐ نے مومن اور عام انسان کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو اہم قرار دیا۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور عملی اقدامات اس بات کا مظہر ہیں کہ ایک پرامن معاشرہ، جس میں مسلم وغیر مسلم سبھی معاشی ضرورتوں سے آزاد ہوکر ملک کی فلاح کے لئے کام کریں، اس کو معاشی تحفظ فراہم کرنا افراد معاشرہ اور ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس معاشرہ میں اگر کسی کو معاشی دشواری لاحق ہوگی تو وہ پریشان نہیں ہوگا، بلکہ اسے یہ احساس ہوگا کہ معاشرہ کے دیگر افراد فوراً اس کی اعانت اور دستگیری کے لیے لپکیں گے۔

حواشی ومراجع

۱۔ **طلبُ کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ**، بیہقی، شعب الایمان :۸۷۴۱

۲۔ سنن ابی داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستعاذۃ، ۱۵۴۴

۳۔ سرخسی، المبسوط، جلد۳۰، ص:۲۶۵

۴۔ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاونڈیشن لاہور، ۱۹۸۰، جلد۸، ص:۵۳۶

۱۲۔ صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغنم علی قراریط، ۲۲۶۲

۱۳۔ ابوالحسن علی ندوی، نبی رحمت، ادارہ نشریات اسلام کراچی، ص:۵۹۹

۷۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ۲۰۷۴

۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسالۃ للناس، ۱۰۴۲

۹۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ، ۲۰۴۷

۱۰۔ ایضاً، باب: ماذکر فی الاسواق، ۲۰۷۰

۱۱۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۹، جلد ۶، ص۴۳۰

۱۲۔ ملاحظہ فرمایئے صحیح بخاری کی کتاب البیوع

۱۳۔ یوسف، القرضاوی، اسلام اور معاشی تحفظ، مترجم: عبدالحمید صدیقی، البدر پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۸، ص:۴۴

۱۴۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، ۶۰۳۴

۱۵۔ اخلاق النبی وآدابہ، جلد اول ص:۹۷، ۹۵

۱۶۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، ۷۳

۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحثّ فی النفقۃ، ۹۹۳

۱۸۔ ایضاً، باب الحثّ علی الانفاق، ۱۰۲۹

۱۹۔ ایضاً، باب فضل الصدقۃ علی الاقربین والزوج، ۹۹۸

۲۰۔ ایضاً، کتاب الزھد والرقائق، باب الصدقۃ فی المساکین،، ۲۹۸۴

۲۱۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب: اذا تصدق علی غنی ۱۴۲۱؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: ثبوت اجر المتصدق، ۱۰۲۲

۲۲۔ صحیح الترغیب والترھیب، ۷۴۴؛ علامہ البانی نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔

۲۳۔ ان تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، عہد نبوی کا تمدن، اسلامک بک فاؤنڈیسن، نئی دہلی، ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء ص: ۲۲۱-۲۳۰، ۲۳۱ و مابعد، ۳۸۴ و مابعد

۲۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۲ء جلد ۶، ص: ۴۸۶

۲۵۔ عہد نبوی کا تمدن، ص: ۳۹۷، ۳۹۸

۲۶۔ سنن الترمذی، باب فی خروج النساء فی العیدین

۲۷۔ عہد نبوی کا تمدن، ص: ۵۳۶

۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب کراء الارض

۲۹۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، مکتبہ لاہور، ۱۹۹۵، ص: ۳۲۶

۳۰۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: الحثّ علی الصدقۃ، ۱۰۱۲/ اس اقتباس اور اس طرح کی دیگر مثالوں کے لئے دیکھئے، مفتی عمران الحق کی کتاب 'الکفالہ والنفقات' مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، ص: ۸۱ و مابعد

۳۱۔ طبقات ابن سعد

۳۲۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ

لاہور،ص:۱۷۴-۱۷۵

۳۳ ایضاً،ص:۱۷۰-۱۷۱

۳۴ ایضاً،ص:۱۸۲-۱۸۳

۳۵ صحیح البخاری: ۱۳۸/۷؛ صحیح مسلم: ۱۸۲۹

۳۶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش، ۱۴۲

۳۷ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی ارزاق العمال، ۲۹۴۵

☆☆☆

غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق

مولانا سید جلال الدین عمری

ہندوستان کے پس منظر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کیسے تعلقات ہونے چاہئیں؟ یہ موضوع کافی اہمیت اختیار کرگیا ہے،اس لیے کہ فرقہ پرستوں نے اس سلسلہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا کردی ہیں۔مثلاً انھوں نے یہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کے علاوہ دوسرں کو موجبِ گردن زنی قرار دیتا ہے اوراس میں مذہبی رواداری اور توسّع نہیں پایا جاتا۔اس کتاب میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی مذہبی آزادی اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلقات پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔فاضل مصنف کے جاندار اور رواں دار قلم نے سلیس اور دلکش اسلوب میں پیچیدہ مسائل کی گتھی سلجھائی ہے۔

ہندوستان کے پس منظر میں غیر مسلموں سے تعلقات کے موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی مفصل کتاب، دعوت وتبلیغ کے میدان میں کام کرنے والوں کی ایک اہم ضرورت

آفسیٹ کی حسین طباعت، عمدہ کاغذ، صفحات: ۳۳۲ قیمت (مجلّد) =/۱۰۰ روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر۹۳،علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو،نئی دہلی-۲۵